ﷺ

ایمان والدینِ مصطفیٰ

FKAS@PEGHAM.COM FKAS@PEGHAM.COM Fkas

انٹرنیٹ ایڈیشن

کائنات کے خوش قسمت ترین اور عظیم ترین والدین کے نام

مؤلف	مولانا عابد عمران چشتی صاحب مدظلہ العالی
	ایم اے ایم او ایل فاضل بھیرہ شریف
پروف ریڈر	مولانا طارق اسماعیل صاحب چشتی
	ایم اے ایم او ایل فاضل بھیرہ شریف
کمپوزنگ	لاثانیہ کمپیوٹر لیب گکھڑ منڈی
قیمت	صفر روپے
زیر اہتمام	ضیاء الامت فاؤنڈیشن حلقہ گکھڑ

EKAS@PEGHAM.COM EKAS@PEGHAM.COM Ekas

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرے۔اس حدیث پاک کی روشنی میں بندۂ مومن وہی ہوگا جس کو سرکار دو عالم ﷺ سے بے حد محبت ہوگی۔ برادران اسلام اس وقت عالم اسلام میں بے شمار لوگ محبت رسول ﷺ کا دعویٰ کرتے ہیں۔لیکن محبت کا معیار تو یہ ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ کے ساتھ جس چیز کو نسبت ہو جائے خواہ وہ جاندار ہو یا بے جان اس کی تعظیم کی جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمارے لئے معیار ہیں۔اے صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت کے دعویدارو! بتاؤ کہ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نسبت رکھنے والی چیز کا ادب کیا ہے یا نہیں؟ اگر احادیث رسول کا مطالعہ عمیق نگاہوں سے کیا ہوگا تو آپ کو بے شمار حوالہ جات ملیں گے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے آقائے نامدار ﷺ کے موئے مبارک ،لعاب دہن مبارک، خونِ مبارک، جبہ مبارک، رینٹھ مبارک حتیٰ کہ بول مبارک کو بھی تبرکاً اور خیر و برکت کیلئے استعمال کیا ہے۔کئی احادیث مبارکہ اور کتب سیرت اس بات کی گواہ ہیں۔لہذا اے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم کی پیروی کرنے والو! اگر واقعی تمہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ عشق ہے تو آقائے نامدار ﷺ کے ساتھ ہر نسبت والی چیز کا ادب کیا کرو۔ بقول شاعر

تیری نسبت نے سنوارا ہے مرا انداز حیات　　　　میں اگر تیرا نہ ہوتا تو سگ دنیا ہوتا

ساتھیو غور کرو کائنات کے والی کو جس ماں نے جنم دیا اس عظمتوں والی ماں کا مقام و مرتبہ کیا ہوگا؟ اس عظیم باپ

FKAS@PEGHAM.COM Fkaz

کی کیا شان ہوگی جسے فخر انسانیت کا باپ ہونے کا شرف عطا کیا گیا۔اس عظیم فرزند ارجمند کے والدین رضی اللہ عنہم پر ساری دنیا کے والدین کو قربان کر دیا جائے تو بھی ان کی رفعت و بلندی کو نہیں چھو سکتے۔ برادران اسلام! حضور رحمت عالم ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ عنہم کے بارے میں علمائے حق اہلسنت کے جم غفیر کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ نجات یافتہ اور پکے جنتی ہیں۔علماء کے اس بارے میں تین گروہ ہیں اور وہ یہ ہیں۔

1۔حضور ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ عنہم کا تعلق زمانہ فترۃ سے ہے۔(ایک نبی کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اور دوسرے نبی کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے تک کے زمانہ کو زمانہ ٔفترۃ کہتے ہیں۔)

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اس دنیا سے زندہ آسمانوں پر اٹھائے ہوئے تقریباً چھ صدیاں گزر چکی تھیں۔
آپ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب میں تحریف در تحریف ہو چکی تھی۔اور آپ علیہ السلام کی قوم خود شرک میں مبتلا ہو چکی تھی (عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں نے آپ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مان لیا تھا)۔لہذا اس دوران لوگ ہدایت حاصل کرتے تو کس سے کرتے؟

دوسرا یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔جیسا کہ آپ علیہ السلام نے خود ارشاد فرمایا میں بنی اسرائیل کی کالی بھیڑوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔لہذا عرب کے صحرا نشین آپ علیہ السلام کی امت میں داخل ہو ہی نہیں سکتے تھے۔

معتبر کتب سیرت کے مطابق حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بعد اور حضور اکرم ﷺ کے تشریف آوری سے پہلے عرب میں کوئی نبی اور رسول مبعوث نہیں ہوا۔اور اللہ تعالیٰ خود کتاب لاریب میں ارشاد فرماتے ہیں

''وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ----الآیہ''

''اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک کہ رسول نہ بھیج دیں'' سورۃ بنی اسرائیل پ 15

علامہ علی بن برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب سیرتِ حلبیہ میں رقم طراز ہیں ''روشن حق یہ ہے جس پر کوئی گرد و غبار نہیں کہ

اہل فترۃ سب کے سب نجات یافتہ ہیں اور اہل فترۃ وہ ہیں جن کی طرف کوئی رسول نہیں بھیجا گیا کہ جو انہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مکلّف بنائے۔ پس اہل عرب بنی اسرائیل کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے زمانہ میں بھی اہلِ فترۃ تھے کیونکہ بنی اسرائیل کے رسولوں کو یہ حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ اہل عرب کو بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دیں ان کا حلقۂ تبلیغ صرف بنی اسرائیل تک محدود تھا اور قرآن کریم بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

''وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا''

سورۃ القصص پ 20 آیۃ 59

''اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا۔ جب تک ان کے اصل مرجع میں رسول نہ بھیجے۔'' (کنزالایمان)

علمائے حق کے نزدیک اہل فترۃ کے تین گروہ ہیں ان میں سے ایک جہنمی ہے اور باقی دو نجات پانے والے ہیں

1۔ پہلا گروہ: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نور بصیرت اور عقیل سلیم کی رہنمائی سے عقیدۂ توحید اپنا لیا جیسے قیس بن ساعدہ اور زید بن عمرو بن نفیل وغیرہ۔

2۔ دوسرا گروہ: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی غفلت اور بے خبری کی وجہ سے ہر قسم کے عقیدہ سے بے نیاز رہے۔ نہ ہی عقیدۂ توحید کو اپنایا اور نہ ہی شرک و بت پرستی کی طرف مائل ہوئے۔

یہ وہ طبقہ ہے جس کو عذاب نہیں ہوگا۔ مذکورہ بالا دونوں گروہ نجات یافتہ ہیں۔

3۔ تیسرا گروہ: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین ابراہیمی کو بگاڑ کر بت پرستی کو رواج دیا اور اپنی قوم کو بت پرستی پر مجبور کیا۔ حلال و حرام کے متعلق اپنے مَن پسند قوانین بنا کر قوم کیلئے جاری کئے۔ جیسے عمرو بن لحی وغیرہ۔ یہ اور اس کے پیروکار سب کے سب جہنمی ہیں۔

اہل فترۃ کی اس تقسیم کے بعد علمائے حق کا عقیدہ بھی ملاحظہ ہو۔ علمائے حق کا ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ کے

KASHIF@PEGHAM.COM

والدین کریمین ؓ کی طرف حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں آیا اور نہ ہی کسی رسول کی دعوت پہنچی اس لئے وہ یقیناً نجات یافتہ ہیں۔ علمائے کرام کے دوسرے گروہ کے مطابق حضور ﷺ کے والدین کریمین ؓ دین ابراہیمی پر گامزن تھے ان کا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان تھا اور وہ شرک کی ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک تھے چنانچہ اس آیہ طیبہ '' الذی یراک حین تقوم وتقلبك فی السجدین''

کے ضمن میں حضرت ابونعیم ؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کا قول نقل کیا ہے کہ ''تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْن'' سے مراد آپ ﷺ کا اصلاب میں منتقل ہونا ہے۔ یعنی مولائے کریم آپ ﷺ کو اس وقت بھی ملاحظہ فرمارہا تھا جب آپ ﷺ اپنے آباؤ اجداد کی پشتوں میں منتقل ہو رہے تھے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے آباؤ اجداد کو ساجدین میں شمار کیا ہے علامہ آلوسی لکھتے ہیں ''اور یہ جائز ہے کہ رسول پاک ﷺ جن صلبوں میں منتقل ہوئے وہ مومن سجدہ کرنے والے تھے اور یہ آیہ مبارکہ '' اَلَّذِیْ یَرَاكَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْن'' حضور ﷺ کے والدین کریمین ؓ کے ایمان پر دلالت کرتی ہے۔'' اس کے بعد علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں کہ مجھے خوف ہے اس کے کفر پر جو یہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ کے والدین کریمین ؓ اہل ایمان نہ تھے (خدا کرے) اس کی ناک خاک آلود ہو۔ (یعنی وہ دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہو۔)

علامہ فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں ''بے شک انبیاء کرام کے والدین کریمین کافر نہیں ہوتے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری وہ ذات ہے جو آپ ﷺ کو دیکھتی ہے جب آپ ﷺ کھڑے ہوتے ہیں اور جب آپ ﷺ سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں میں منتقل ہوتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ کا نور ایک سجدہ کرنے والی کی پیشانی سے دوسرے سجدہ کرنے والی کی پیشانی میں منتقل ہوتا رہا اس سے واضح ہوا کہ رسول پاک ﷺ کے والدین کریمین ؓ مسلمان تھے۔

علمائے کرام کا تیسرا گروہ، وہ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے والدین کریمین کو آپ ﷺ کیلئے زندہ کیا گیا اور

وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے۔

آیات قرآنی کی روشنی میں ہم نے ثابت کیا کہ حضور ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ عنہم جنتی اور نجات دہندہ ہی نہیں بلکہ ہمارے والدین کی بخشش کا ذریعہ بھی ہیں۔ آیئے اب احادیث مبارکہ میں سے بھی چند احادیث مبارکہ کا جائزہ لیتے ہیں جس میں کائنات کے دولہا ﷺ نے اپنے آباؤ اجداد کے کمالات کو بیان کیا ہے۔

طبرانی نے اوسط میں اور بہیقی نے دلائل میں حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے نقل کیا آپ کہتی ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل نے بتایا کہ میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو کھنگالا پس میں نے کسی مرد کو اے جان جاں آپ ﷺ سے افضل نہیں پایا اور کسی خاندان کو بنی ہاشم کے خاندان سے افضل نہیں پایا۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کسی کا کسی سے بہتر ہونا، اللہ تعالیٰ کا کسی کو چننا اور کسی کو پسند کرنا اور اس کی بارگاہ میں کسی کی فضیلت اس کے مشرک ہونے کے باوجود نہیں ہوسکتی۔

ابو نعیمؒ نے دلائل النبوۃ میں کئی سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ مجھے پاک پشتوں سے پاکیزہ رحموں میں منتقل فرماتا رہا اور ہر آلائش سے پاک کرکے اور ہر آلودگی سے پاک کرکے جہاں کہیں بھی دو شاخیں ہوئیں وہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس شاخ میں منتقل کیا جو ان دونوں میں سے بہتر تھی۔

امام ترمذی نے اس روایت کو اپنی سنن میں اور امام بیہقی نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا تو مجھے بہترین مخلوق سے پیدا کیا پھر قبائل کو پیدا کیا تو مجھے بہترین قبیلے سے پیدا کیا۔ جب نفوس کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے کیا جو نفوس بہترین تھے۔ جب خاندانوں کو پیدا کیا تو مجھے بہترین خاندان میں رکھا۔ پس میں ان میں سے خاندان کے اعتبار اور نفس کے اعتبار سے بہتر ہوں۔ یہ وہ صحیح احادیث تھیں جو حضور ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان پر دلالت کرتی تھیں۔ آیئے اب ہم اس

FKAS@DEGHAM.COM Fkas

حدیث پاک کا جائزہ لیتے ہیں جس حدیث کو دلیل بنا کر نام نہاد محدث ومفسر حضور ﷺ کی ذات بابرکات کے والدین پر عدم نجات کا فتویٰ گھڑتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ بتایئے کہ میرا والد جنت میں ہے یا جہنم میں؟ صاحب غیب داں ﷺ نے اپنے صحابی کو جواب دیا کہ تمہارا باپ جہنم میں ہے۔(اس صحابی کو یقین کامل ہوگیا کہ واقعی اس کا باپ جہنم میں ہے لہذا بغیر کسی جرح کہ وہ آگے کو چل پڑا۔) حضور اکرم ﷺ نے اس کی دلجوئی کیلیئے ارشاد فرمایا ''اِنَ اَبِی وَ اَبَاكَ فِی النَارِ'' میرا ابی اور تیرا باپ جہنم میں ہیں۔ یہاں ابی سے مراد چچا (ابولہب) ہے جس کے جہنمی ہونے میں کسی کو کوئی شک نہیں ہے۔ عربی لغت میں ابی کا لفظ اکثر چچا کیلیئے استعمال کیا جاتا ہے۔جیسا کہ قرآن پاک میں آتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے تو انہوں نے جواب دیا

''نَعۡبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَائِكَ اِبۡرَاهِيۡمَ وَ اِسۡمٰعِيۡلَ وَ اِسۡحٰقَ''

تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے معبود اور آپ کے اباؤ اجداد حضرت ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کے خدا کی عبادت کریں گے۔ یہاں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جو کہ ان کے چچا ہیں اپنے ابا میں شمار کیا ہے۔اسی طرح ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ رُدُّوا عَلَّی ابی اس حدیث میں حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس کو ابی فرمایا ہے۔علامہ محمود آلوسی نے شیخین سے نقل کیا کہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی طرح ہے۔

سوال: کیا قیامت کو حضور ﷺ اپنے قریبی رشتہ داروں کو نفع پہنچائیں گئے؟

جواب: حضور ﷺ اپنے قریبی رشتے داروں میں سے جو ایمان کی دولت سے اس دنیا سے رخصت ہوئے ان کو نفع دیں گے۔قرآن مجید کی یہ آیت صراحتاً دلالت کرتی ہے۔''اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی پیروی کی ان

نفع دیں گے۔ قرآن مجید کی یہ آیت صراحتاً دلالت کرتی ہے۔ ''اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی پیروی کی ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ۔ ہم ملا دیں گے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو۔''

علامہ ابن عابدینؒ نے رسائل ابن عابدین میں لکھا ہے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے برسر منبر ارشاد فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قیامت کے روز اپنے رشتے داروں چچا یا کسی اور کو کوئی فائدہ نہیں پہنچائیں گے۔ یاد رکھو میں ان کو دنیا اور آخرت دونوں میں نفع پہنچاؤں گا۔ علامہ شامیؒ نے سند صحیح کے ساتھ لکھا ہے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا اے فاطمہؓ اللہ نہ تم کو عذاب دے گا نہ تمہاری اولاد کو۔ اسی طرح حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے میں اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا۔ (یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور ﷺ اپنے اہل بیت کی شفاعت کریں گے اور جنت میں اپنے والدین کریمین کے بغیر ہی چلے جائیں گے؟ نہیں نہیں بلکہ حضور ﷺ کے والدین کریمین حضور ﷺ کے ساتھ اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہوں گے)۔

کتب سیرت کے حوالہ سے بے شمار روایات ملتی ہیں کہ حضور ﷺ کے والدین کریمین توحید پرست تھے۔ جب حضور اکرم ﷺ کی عمر مبارک چھ سال ہوئی تو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہؓ آپ ﷺ کو ساتھ لے کر اپنے میکے گئیں۔ وہاں پر کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ حضرت سیدنا آمنہؓ نے واپسی کا ارادہ کیا۔ واپسی کے اس سفر میں ایک کنیز ام ایمن آپ دونوں کے ساتھ تھیں۔ جب تین افراد پر مشتمل یہ قافلہ مقام ابواء پر پہنچا تو سیدنا آمنہؓ بیمار پڑ گئیں۔ اس وقت آپؓ نے چند اشعار پڑھے جو ابونعیمؒ نے دلائل النبوۃ میں حضرت اسماءؓ سے روایت کیے انہوں نے کہا کہ جب سیدنا آمنہؓ نے اپنے انتقال کے وقت یہ اشعار پڑھے تو اس وقت میری ماں اس مقام پر موجود تھیں۔ آپؓ نے اپنے فرزند ارجمند کو دیکھتے ہوئے یہ اشعار پڑھے،

ان صح ما ابصرت فی المنام

فانت مبعوث الی الانام　　　تبعث فی الحل وفی الحرام

تبعث فی التحقیق والاسلام　　　دین ابیک البر ابرهام

فالله انهاك عن الاصنام　　　والا تو الیها مع الاقوام

ترجمہ: میں نے جو خواب دیکھا ہے اگر وہ صحیح ہے تو آپ تمام لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں آپ حِل اور حرام ہر جگہ نبی ہوں گے آپ کو اپنے باپ ابراھیم علیہ السلام کے دین اسلام پر مبعوث کیا جائے گا میں آپ کو بتوں سے خدا کا واسطہ دے کر روکتی ہوں کہ آپ دوسری قوموں کے ساتھ مل کر دوستی نہ کریں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کل حی میت و کل جدید بال و کل کبیر یفنی وانا میتة وذکری باقی وولدت طهرا

ترجمہ: ہر زندہ موت کا مزہ چکھے گا۔ ہر نئی چیز پرانی ہو جائے گی اور بڑی چیز فنا ہو جائے گی۔ میں تو مر رہی ہوں لیکن میرا ذکر ہمیشہ رہے گا (کیونکہ) میں نے ایک پاکباز بچے کو جنم دیا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ یہ اشعار صراحتاً دلالت کر رہے ہیں کہ سیدنا آمنہ رضی اللہ عنہ موحدہ، خدا کی عبادت کرنے والی تھیں۔ انہوں نے دین ابراھیمی کا ذکر کیا اور اپنے نور نظر کو بتوں کی عبادت سے منع کیا۔ یہ توحید نہیں تو اور کیا ہے؟ مصر جامعہ الازہر کے امام محمد ابوزہرہؒ لکھتے ہیں کہ جب میں یہ تصور کرتا ہوں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا آمنہ رضی اللہ عنہ دونوں نار میں ہیں تو مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کوئی شخص میرے کان اور فہم پر ہتھوڑے مار رہا ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک انتہائی صابر شخص تھے۔ اپنے باپ کی نذر پوری کرنے کیلئے انہوں نے خود آگے بڑھ کر اپنے سر کا نظرانہ پیش کیا۔ جب قریش نے 100 اونٹ بطور فدیہ دینے کیلئے کہا تو اس پر بھی راضی ہو گئے۔ اس کے علاوہ آپ ایک پاکباز انسان تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو ایسا حسین بنایا تھا کہ آپ

EKAS@PEGHAM.COM Ekaz

کو مکہ کا یوسف کہا جاتا تھا۔ ایک دفعہ جب ایک لڑکی نے آپ کو اپنے حسن کے جال میں پھنسانا چاہا تو آپ نے فرمایا تو مجھے حرام کی دعوت دے رہی ہے اس سے تو مر جانا بہتر ہے۔ یہ روایات ظاہر کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کے والدین کریمین انتہائی نیک پاکباز اور دین ابراہیمی پر کاربند تھے۔

قاضی ابوبکر ابن عربیؒ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو حضور ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں زبان درازی کرتا ہو اور انہیں جہنمی کہتا ہے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ

''فھو ملعون لقولہ تعالیٰ ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذاباً الیما''

ترجمہ: ''وہ ملعون ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وہ لوگ جو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو، ان پر اللہ تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کیلئے دردناک عذاب تیار ہے۔''

پھر کہا اس سے بڑی اذیت کیا ہوگی کہ حضور اکرم ﷺ کے والدین کریمین کی شان میں یوں گستاخی کی جائے۔

آیئے اب تاریخ پر نظر ڈالیں کہ کیا صحابہ کرام میں سے کسی ایک صحابی نے بھی حضور ﷺ کے والدین کے متعلق یوں بے باکی و گستاخی کی ہو۔ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام میں سے کسی ایک سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس نے اپنے کریم آقا ﷺ کے والدین کریمین کے متعلق کوئی بری رائے ظاہر کی ہو۔ اس کے بعد بھی کئی ادوار تک آپ دونوں کے ایمان پر شک نہ کیا گیا۔ لیکن دسویں صدی ہجری کے اختتام پر عالم جلیل تین سو سے زائد کتب کے مصنف مجدد اسلام شیخ نورالدین ابوالحسن علی بن سلطان ھروی مکی حنفی المعروف ملا علی قاری نے 1014ھ بمطابق 1606ء میں کتاب ادلۃ معتقد ابی حنیفۃ الاعظم فی ابوی الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تصنیف کی جو اسلام کی چودہ صدیوں میں اس موضوع پر واحد عربی کتاب ہے۔ ملا علی قاری کی اس تصنیف کا سبب یہ ہوا کہ انہوں نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ سے منسوب کتاب الفقہ الاکبر

KTS@PEGHAM.COM Fhuz

کی شرح قلمبند کی جبکہ ان کے دور تک فقہ اکبر کے محرف نسخہ کی نقول پھیل چکی تھیں۔ اور سوء اتفاق کے یہی نسخہ ملا علی قاری کے ہاتھ لگا جسے آپ نے شرح کی بنیاد بنایا۔ فقہ اکبر کی محرف عبارت سے ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ کی نفی ہوتی ہے چنانچہ ملا علی قاریؒ نے اس عبارت کو درست مانتے ہوئے اس کی تائید میں مذکورہ بالا کتاب تصنیف کردی۔ فقہ اکبر کی اس عبارت کو مختلف ادوار کے اکابر علما احناف نے محرف و محذوف ثابت کیا جیسا کہ شیخ اجل حافظ محمد مرتضیٰ زبیدی بلگرامی حسینی حنفیؒ (م ۱۲۰۵) نے الانتصار میں اس پر تفصیلی بحث کی پھر ترکی کے مشہور عالم شیخ محمد زاہد کوثری حنفی مجددی نقشبندیؒ (م ۱۳۷۱ھ) نے العالم والمتعلم کے مقدمہ میں اس بحث کو آگے بڑھایا اور علامہ زبیدی کی تحقیق کو تقویت دی نیز مصر کے عالم جلیل شیخ مصطفیٰ حماسی (م ۱۹۴۹ء) نے النہضۃ الاصلاحیۃ میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے بتایا کہ ۱۳۵۴ھ میں حج کے موقع پر میں نے مدینہ منورہ کے مکتبہ شیخ الاسلام عارف حکمت فقہ اکبر کا ایک قدیم تر مخطوط زیر نمبر ۳۳۰ دیکھا جس کے بارے میں محققین کی رائے تھی کہ یہ عباسی عصر میں لکھا گیا تھا اس میں متنازع عبارت اصل حالت میں موجود تھی جس سے ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ ثابت ہوتا ہے بعد ازاں اسی مکتبہ سے فقہ اکبر کا ایک اور مخطوط دیکھا نیز دارالکتب المصریۃ قاہرہ میں اس کے مزید دو قدیم مخطوطات دریافت ہوئے جن میں مذکورہ عبارت بغیر کسی ردو بدل کے موجود ہے۔ چنانچہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب اس کتاب کے چند قدیم نسخوں کا باقی رہنا اور اس میں عبارت کا اصل شکل میں موجود ہونا حضور ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کو نہ ماننے والوں کیلئے کوئی دلیل باقی نہیں رہتی ہے۔ ادھر ملا علی قاری نے آخری عمر میں حضور ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کے انکار پر رجوع کرلیا اور سواد اعظم کا مسلک اختیار کرلیا۔ جیسے کہ ان کی تصنیف شرح الشفاء کے استنبول ایڈیشن مطبوعہ ۱۳۱۶ھ کی جلد اول صفحہ ۶۰۱ سے واضح ہے جو آپ نے وفات سے تین برس قبل مکمل کی تھی۔ ترکی کے ایک طالبعلم شیخ خلیل ابراہیم قوتلائی نے ام القرا یونیورسٹی مکہ مکرمہ کے تحت ڈاکٹر عبدالعال احمد کی نگرانی میں الامام

علی القاری واثرہ فی علم الحدیث کے عنوان سے مقالہ لکھا جس پر انہیں ۱۹۸۵ء میں ایم فل کی ڈگری دی گئی فاضل موصوف نے اس مقالہ کے صفحہ ۱۰۶ سے ۱۱۲ تک ملا علی قاری کا رجوع ثابت کیا ہے۔ ملا علی قاری کے دور سے قبل علماء کبار نے ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ پر متعدد کتب لکھیں جیسا کہ خود ملا علی قاری کے استاد شیخ الاسلام احمد بن محمد بن احجر ھیتمی نے اس موضوع پر مستقل کتب تصنیف کرنے کے علاوہ اپنی دیگر تین تصنیفات میں اہل سنت کا مسلک بیان کیا پھر جیسے ہی ملا علی قاری نے کتاب لکھی اس موضوع پر تیزی آ گئی اور عالم اسلام سے اس کے رد میں کتب معرض وجود میں آ گئیں۔ سب سے پہلے ملا علی قاری کے ایک ہونہار شاگرد مسجد حرام کے امام وخطیب مفتیٔ مکہ مکرمہ شیخ عبد القادر بن محمد طبری نے قلم اٹھایا اور اپنے استاد کے رد میں کتاب لکھ ڈالی۔ پھر اس کے بعد کئی تصنیفات اس کے رد میں لکھی گئیں۔

آخر میں ان لوگوں سے گزارش ہے کہ جو اتنے واضح دلائل ہونے کے باوجود اپنی کتابوں میں اور کبھی کتابوں کے سرورق پر (العیاذ باللہ) حضور ﷺ کے والدین کریمین کے عدم نجات کے بارے میں اپنے فاسق خیالات کا اظہار کرتے ہیں وہ یا تو ملا علی قاری کی طرح تحریراً اپنا رجوع کریں یا پھر کھل کر اپنا مسلک بیان کریں تاکہ عوام الناس سکھ کا سانس لے سکیں۔ یا ملا علی قاری کے شاگرد کی طرح جرأت پیدا کریں اور آقائے نامدار ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان پر ایک مثبت قدم اٹھائیں۔ ورنہ زندگی کا کسی کو کوئی پتہ نہیں کب اس جہان سے اس کا تعلق ختم ہو جائے اور پھر عالم برزخ میں انسان کو پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

آخر میں اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ مولا کریم حضور ﷺ کے والدین کریمین کے وسیلہ سے ہمارے والدین کی نجات فرمائے۔ (آمین)